

شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ کا شرعی حکم

حافظ محمد یونس *

Abstract :

We are at a time of unprecedented increase in knowledge of rapidly changing technology. Such biotechnology especially when it involves human subjects raises complex ethical, legal, social and religious issues. A World Health Organization expert consultation concluded that "genetics advances will only be acceptable if their application is carried out ethically, with due regard to autonomy, justice, education and the beliefs and resources of each nation and community." Public health authorities are increasingly concerned by the high rate of births with genetic disorders especially in developing countries where Muslims are a majority. Therefore, it is imperative to scrutinize the available methods of prevention and management of genetic disorders. A minimum level of cultural awareness is a necessary prerequisite for the delivery of care that is culturally sensitive, especially in Islamic countries. Islam presents a complete moral, ethical, and medical framework, it is a religion which encompasses the secular with the spiritual, the mundane with the celestial and hence forms the basis of the ethical, moral and even juridical attitudes and laws towards any problem or situation. Islamic teachings carry a great deal of instructions for health promotion and disease prevention including hereditary and genetic disorders, therefore, we will discuss how these teachings play an important role in the diagnostic, management and preventive measures including: genomic research; population genetic screening pre-marital screening, pre-implantation genetic diagnosis genetic counseling and others-

شریعت نے انسانی جذبات اور احساسات کی رعایت کے لئے نکاح کو مشروع کیا ہے اور مقاصد نکاح میں سے ایک مقصد یہ بھی بتایا ہے کہ دنیا میں انسان کا وجود برقرار رہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ میاں بیوی صحت مند ہوں اور ان میں کوئی موروثی بیماری نہ ہو کیونکہ یہ بیماری آئندہ نسل کی پریشانی کا سبب بنتی ہے جبکہ اسلام ہر لحاظ سے ایک صحت مند گھرانے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک میں شادی سے پہلے جنیٹک ٹیسٹ کو لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ آئندہ نسلوں کو موروثی امراض سے محفوظ رکھا جاسکے، اس طرح پاکستان میں بھی کچھ عرصہ قبل سندھ اسمبلی میں نکاح نامے میں اس ٹیسٹ کو لازمی کرنے کی قرارداد منظور کی گئی اور پنجاب میں بھی اس حوالے سے کام جاری ہے جس

* اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ شاہ حسین ڈگری کالج، لاہور

کے لئے سرگنگرام ہسپتال میں ایک مستقل ڈیپارٹمنٹ قائم کر دیا گیا ہے، اور حال ہی میں نیشنل اسمبلی میں بھی اس حوالے سے بل پیش کیا گیا ہے تاکہ بیماریوں سے پاک پاکستان کی بنیاد رکھی جاسکے۔⁽¹⁾ ذیل میں موروثی امراض کا مختصر ذکر کرنے کے بعد اس مسئلہ کا جائزہ لیا گیا ہے کہ شادی سے پہلے جنینک ٹیسٹ کو لازم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جدید موروثی امراض:

انسانی جسم میں کروموسومز کی تعداد چھپالیس ہے ان میں سے 23 ماں کی طرف سے اور 23 باپ کی طرف سے آتے ہیں۔ پورا جسم انہیں کروموسومز پر موجود جینز کے ماتحت ہوتا ہے اور جینز اصل میں ڈین این سے تشکیل پاتے ہیں۔ کروموسومز کے 22 جوڑے والد اور والدہ میں یکساں ہوتے ہیں۔ ان میں جنس کے علاوہ ہر جینز کی کمان پائی جاتی ہے۔ ان سب کو X کروموسومز کہا جاتا ہے۔ جبکہ تینواں جوڑا عورت میں X اور مرد میں Y کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ یہ کروموسومز ڈی این اے سے تشکیل پاتے ہیں اور جینز میں موجود ہوتے ہیں۔ ہر سیل میں جینز کی تعداد 20 ہزار سے 80 ہزار ہو سکتی ہے۔ ان جینز کو ڈیٹا بیس سنٹر کا نام دیا جاتا ہے۔ جو نائٹروجن سے بنے ہوئے ہوتے ہیں ان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی پروٹین میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ یہ جینز امراض کا باعث بنتے ہیں اور انہی سے موروثی امراض کا پتہ چلایا جاتا ہے۔⁽²⁾ موروثی امراض درج ذیل ہیں:

1. وہ امراض جن کا تعلق زوجین کی قرابت سے نہ ہو بلکہ کروموسومز کی ترکیب میں خرابی کی وجہ سے ہو انہیں انگریزی میں (Thrasamy-dawnsynderam) کہتے ہیں۔ ان امراض میں مریض ذہنی طور پر متاثر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ کروموسومز کی تعداد میں اضافہ بتائی جاتی ہے جیسے تعداد 46 کی بجائے 47 ہو جائے۔

2. بعض موروثی امراض جنیاتی خلیوں میں خلل کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ بچوں کے ان موروثی امراض میں مبتلا ہونے کے 20% امکانات پائے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور مرض (Sickcell) (Anemia) ہے۔ اس کی وجہ خون میں سرخ خلیوں کی کمی کا واقعہ ہونا ہے⁽³⁾

3. وہ موروثی امراض جن کا زوجین میں پایا جانا ضروری نہیں ہوتا، لیکن اگر یہ ایک میں بھی پائے جائیں تو بڑی تیزی کے ساتھ اگلی نسل میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال (Achondroplasia)، (Huntington chorea) ہے اور ان میں منتقلی کا تناسب 50% ہوتا ہے۔

4. وہ امراض جو حاملہ ماں سے بچے میں منتقل ہوتے ہیں، ان کی سب سے مشہور مثال (G6PD) اینیمیا ماقبل بیماریوں سے ملتی جلتی ہے۔ اسی طرح کی ایک اور بیماری جسے ہوموفیلیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ بھی اس

وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔⁽⁴⁾

5. ہ امراض جو جین کی خرابی یا متعدی امراض کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ان میں سینے کا کینسر اور ہائی بلڈ پریشر

وغیرہ شامل ہیں۔ ان متعدی امراض میں ایڈز بھی اس وقت مہلک بیماریوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی

سب سے بڑی وجہ ہم جنس پرستی (Homosexuality) ہے۔⁽⁵⁾

6. وہ امراض جو ماں سے بچوں میں سے منتقل ہوتے ہیں ان میں سب سے مشہور مرض تھلیسیمیہ ہے۔⁽⁶⁾

تھلیسیمیہ: (Thalassemia)

ایک موروثی بیماری ہے جو والدین کی جینیاتی خرابی کے باعث اولاد کو منتقل ہوتی ہے، اس بیماری کی وجہ

سے مریض کے جسم میں خون کم بنتا ہے اس لیے اس کی اوسط عمر کم ہو جاتی ہے۔ جینیاتی اعتبار سے تھلیسیمیہ کی دو بڑی

اقسام ہیں۔ جنہیں الفا تھلیسیمیہ اور بی ٹا تھلیسیمیہ کہتے ہیں۔ نارمل انسانوں کے خون کے ہیموگلوبن میں دو الفا alpha

اور دو بی ٹا beta زنجیریں chains ہوتی ہیں۔ ہیموگلوبن کی الفا زنجیر بنانے کے ذمہ دار دونوں جین

(gene) کروموزوم نمبر 16 پر ہوتے ہیں جبکہ بی ٹا زنجیر بنانے کا ذمہ دار واحد جین HBB کروموزوم نمبر 11 پر ہوتا

ہے۔ الفا تھلیسیمیہ کے مریضوں میں ہیموگلوبن کی الفا زنجیر alpha chain کم بنتی ہے جبکہ بی ٹا تھلیسیمیہ کے مریضوں

میں ہیموگلوبن کی بی ٹا زنجیر beta chain کم بنتی

ہے۔ اس طرح خون کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

تھلیسیمیہ کی اقسام

مرض کی شدت کے اعتبار سے تھلیسیمیہ کی تین

اقسام ہیں:

1. تھلیسیمیہ میجر -

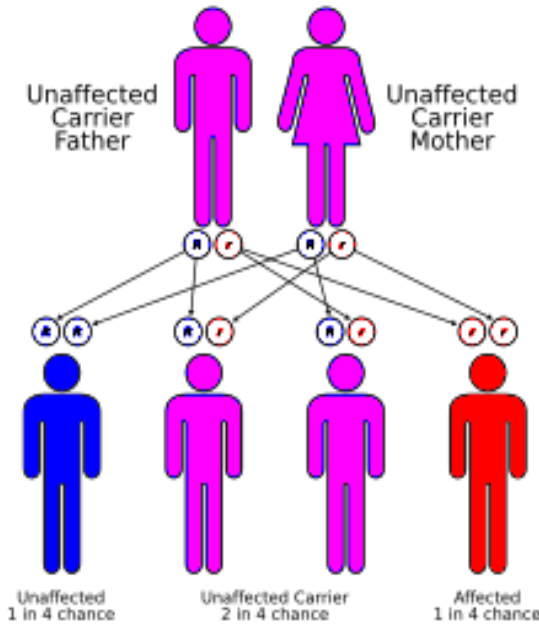
2. تھلیسیمیہ انٹر میڈیا -

3. تھلیسیمیہ مائیز -

تھلیسیمیہ مائیز:

تھلیسیمیہ مائیز کی وجہ سے مریض کو

کوئی تکلیف یا شکایت نہیں ہوتی نہ اس کی زندگی پر



کوئی خاص اثر پڑتا ہے۔ علامات و شکایات نہ ہونے کی وجہ سے ایسے لوگوں کی تشخیص صرف لیبارٹری کے ٹیسٹ سے ہی ہو سکتی ہے۔ ایسے لوگ نارمل زندگی گزارتے ہیں مگر یہ لوگ تھیلیسیما اپنے بچوں کو منتقل کر سکتے ہیں۔ تھیلیسیما مائیز میں مبتلا بیشتر افراد اپنے جین کے نقص سے قطعاً لاعلم ہوتے ہیں اور جسمانی، ذہنی اور جنسی لحاظ سے عام لوگوں کی طرح ہوتے ہیں اور نارمل انسانوں جتنی ہی عمر پاتے ہیں۔

تھیلیسیما میجر:

کسی کو تھیلیسیما میجر صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب اس کے والدین کسی نہ کسی طرح کے تھیلیسیما کے حامل ہوں۔ تھیلیسیما میجر کے مریضوں میں خون اتنا کم بنتا ہے کہ انہیں ہر دو سے چار ہفتے بعد خون کی بوتل لگانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسے بچے پیدائش کے چند مہینوں بعد ہی خون کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور انکی بقیہ زندگی بلڈ بینک کی محتاج ہوتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بہترین علاج کے باوجود یہ مریض 30 سال سے 40 سال تک ہی زندہ رہ پاتے ہیں۔ پاکستان میں ایسے مریضوں کی عمر لگ بھگ دس سال ہوتی ہے۔ اگر ایسے بالغ مریض کسی نارمل انسان سے شادی کر لیں تو انکے سارے بچے لازماً تھیلیسیما مائیز کے حامل ہوتے ہیں۔

تھیلیسیما کے منتقل ہونے کا تناسب:

1. اگر والدین کسی بھی قسم کے تھیلیسیما کے حامل نہ ہوں تو سارے بچے بھی نارمل ہوتے ہیں۔
2. اگر والدین میں سے کوئی ایک ہو تو ان کے 50 فیصد بچے تو نارمل ہوں گے جبکہ بقیہ 50 فیصد بچے تھیلیسیما مائیز میں مبتلا ہوں گے۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ ایسے کسی جوڑے کے سارے بچوں کو تھیلیسیما مائیز ہو یا چند بچوں کو ہو یا کسی بھی بچے کو نہ ہو۔
3. اگر دونوں والدین تھیلیسیما مائیز کا شکار ہوں تو 25 فیصد بچے نارمل، 50 فیصد بچے تھیلیسیما مائیز میں مبتلا جبکہ 25 فیصد بچے تھیلیسیما میجر میں مبتلا ہوں گے۔
4. اگر والدین میں سے کوئی ایک بھی تھیلیسیما میجر کا شکار ہو تو ان کے سارے بچے تھیلیسیما مائیز میں مبتلا ہوں گے۔
5. اگر والدین میں سے کوئی ایک بھی تھیلیسیما میجر کا شکار ہو اور دوسرا تھیلیسیما مائیز کا شکار ہو تو ان کے 50 فیصد بچے تھیلیسیما مائیز میں مبتلا ہوں گے جبکہ بقیہ 50 فیصد بچے تھیلیسیما میجر میں مبتلا ہوں گے۔
6. اگر دونوں والدین تھیلیسیما میجر کا شکار ہوں تو سارے بچے بھی تھیلیسیما مائیز کا شکار ہوں گے۔

پاکستان میں تھیلیسیمیائیز کی شرح:

حکومتی سطح پر پاکستان میں اس کے لئے کوئی سروے نہیں کیا گیا ہے لیکن بلڈ بینک کے اعداد و شمار سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں بی ٹا تھیلیسیمیایا جاتا ہے اور بی ٹا تھیلیسیمیائیز کی شرح 6 فیصد ہے یعنی 2000ء میں ایسے افراد کی تعداد 80 لاکھ تھی۔ جن خاندانوں میں یہ مرض پایا جاتا ہے ان میں لگ بھگ 15 فیصد افراد تھیلیسیمیائیز میں مبتلا ہیں۔ عمیر ثنائی فاؤنڈیشن کی تیار کردہ رپورٹ کے مطابق اس وقت پاکستان میں تھیلیسیمیائیز کے مریضوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور ہر سال ان مریضوں میں 6 ہزار کا اضافہ ہو رہا ہے۔⁽⁷⁾

کزن میرج اور جدید سائنسی تحقیقات

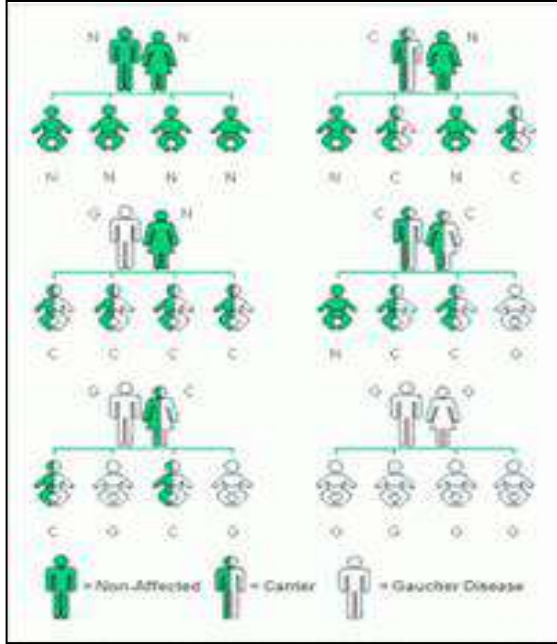
جدید میڈیکل سائنس میں ہونے والی تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ سیاسی، معاشرتی یا نسلی گروہوں میں شادیوں کے برعکس کزن میرج سے پیدا ہونے والی اولاد کو عام طور پر جینیٹک مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ دو اجنبی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی کی نسبت ایک ہی خاندان کے (کزنز) میاں بیوی کے خون میں شامل مشترک اجزاء (یعنی Identical DNA اور Genetic Material) کے باہمی ملاپ سے خون میں چھپے ہوئے جینیاتی خصائص (Recessive Traits) شدید ذہنی یا عضلاتی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ جسے (Consanguinity) کہا جاتا ہے۔ فرسٹ کزنز میاں بیوی کی اولاد میں دوسرے درجے کے کزنز میاں بیوی کی نسبت، جینیاتی خصائص نمودار ہونے کی نسبت چار گنا زیادہ ہوتی ہے۔ اور جیسے ہی یہ تعلق (نکاح) دور کے رشتہ داروں میں ہوتا جائے گا تو ان کے بچوں میں ان بیماریوں کے اثرات کا تناسب گھٹتا چلا جائے گا۔ جبکہ ایسے جوڑے جو خود فرسٹ کزنز ہوں اور ان کے والدین بھی آپس میں فرسٹ کزنز ہوں تو ان کی اولاد میں ان جینیاتی بیماریوں کے مواقع، (سنگل) فرسٹ کزنز میاں بیوی کی نسبت دو گنا ہو جاتے ہیں۔ جبکہ نسل در نسل ہونے والی فرسٹ کزنز میرجز (First Cousin's Marriages) شدید قسم کے جینیاتی عوارض (Genetic Disorders) کا باعث بن رہی ہیں۔ ایسے خاندانوں کی اولاد میں بلوغت کے بعد، Ulcer اور Gout, Asthma, Stroke, Depression, Hypertension, Heart Diseases, Cancer Osteoporosis جیسے امراض لاحق ہو رہے ہیں۔ جبکہ نومولود بچوں میں دل کے امراض، ہونٹ یا تالو کا کٹا ہونا، تھیلیسیمیائیز اور ذہنی و عضلاتی امراض پائے جاتے ہیں۔⁽⁸⁾

ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہونے والی شادیوں میں سے 50 فی صد شادیاں فرسٹ کزنز کے ساتھ ہی طے پاتی ہیں۔ لہذا ایسے جوڑوں میں جو ڈبل کزنز ہوں، نومولود بچوں کی شرح اموات (12.7%) ہے۔ جبکہ فرسٹ کزنز میں یہ شرح اموات (7.9%) اور سیکنڈ کزنز میں (6.9%) ہے۔⁽⁹⁾ اسی طرح ڈبل فرسٹ کزنز کی پیدا ہونے والے اولاد میں قبل از پیدائش (دوران حمل) جینیٹیک بیماریوں کے باعث شرح اموات (41.2%)، فرسٹ کزنز میں (26%)، ڈبل سیکنڈ کزنز میں (14.9%) اور سیکنڈ کزنز میں (8.1%) ہے۔⁽¹⁰⁾

بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے حوالے سے BBC کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں مقیم پاکستانی باشندوں میں تقریباً 55% لوگ فرسٹ کزن میرج کرتے ہیں۔ اور نسل در نسل کزن میرج کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ان بچوں میں دیگر پاکستانی باشندوں کی نسبت (13) گنا زیادہ جینیٹیک بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ برمنگھم کے ایسے خاندانوں میں پیدا ہونے والے ہر دس بچوں میں سے ایک بچہ یا نومولود کی عمر میں ہی مر جاتا ہے یا پھر شدید قسم کے جینیٹیک امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس تحقیق کے مطابق برطانیہ میں مجموعی طور پر جینیٹیک بیماریوں میں مبتلا بچوں میں سے 3% بچے برطانوی پاکستان باشندوں کے ہوتے ہیں۔ (4) اسی طرح 2010ء میں Telegraph میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستانی نژاد برطانوی باشندوں میں ہر سال تقریباً سات سو بچے جینیٹیک بیماریوں کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں۔⁽¹¹⁾

پاکستان میں 67% شادیاں چونکہ خاندان میں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے پیدا ہونے والے بچے موروثی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس نظام کی وجہ سے ہر سال چھ ہزار بچے موروثی امراض کا شکار ہوتے ہیں۔⁽¹²⁾ اس کی وجہ والدین میں چھپے ہوئے جینز ہیں۔ اگر والدین کے جینز میں کسی موروثی بیماری کے اثرات موجود ہوں تو وہ آئندہ نسل میں منتقل ہو جائیں گے۔ جیسے والدین میں سے ایک کی آنکھیں نیلی ہیں اور دوسرے کی سیاہ تو اگر بچے کی آنکھیں نیلی ہیں تو یہ جین غالب آگئی اور سیاہ جین کا پیغام چھپا ہوا ہے۔

اگلی کسی نسل میں یہ سیاہ جین والا پیغام ممکن ہے کہ سامنے آجائے اور نیلی جین والا مغلوب ہو جائے۔ دی گئی شکل پر تھوڑا سا غور کریں تو سبز رنگ کی اشکال صحت مند والدین کی ہیں ان کے بچے بھی صحت مند ہوں گے۔ دوسرے جوڑوں میں کسی ایک کا آدھا حصہ سفید دکھایا گیا ہے اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے بچوں میں بھی ان کے اثرات موجود ہیں۔ جو بچے آدھے سفید اور آدھے سبز ہیں ان میں بیماری کے جینز تو موجود ہیں لیکن وہ ان میں ظاہر نہیں ہوتے بلکہ ان بچوں میں یہ صلاحیت ہے کہ آگے والی نسل میں اسے ٹرانسفر کر دیں۔ انہیں کیریئر کہتے ہیں۔ یعنی خود نہ متاثر ہو لیکن اگلے کو پہنچا سکتا ہو۔ اب اگر ان کا ملاپ کسی ایسے شخص سے ہوتا ہے جو خود بھی کیریئر ہے تو اس بیماری کے ہونے کے امکانات کہیں زیادہ ہوں گے جیسا کہ بعد کی تصاویر سے ظاہر ہے۔



کئی پشتوں تک ایک ہی نسل کے لوگ اپنے کزنز سے شادی کرتے رہیں تو کمزور جینز کے غالب ہونے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر جینز میں دس نسل پہلے کسی ایک کو دل کی خرابی کا مرض لاحق تھا تو مسلسل دس نسلوں تک آپس میں شادی کے نتیجے میں دل کی خرابی کے امکانات بڑھتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ ہر جین کے اندر اس کا پیغام چھپا ہو گا۔ جس کی شدت بڑھنے سے وہ زیادہ ہوتا چلا جائے گا۔

اسی طرح ایک حالیہ تحقیق میں بتایا گیا

ہے کہ برطانیہ میں نوزائیدہ بچوں کی ہلاکت اور معذوری کا ایک بڑا سبب بچوں میں پیدا انشی طور پر جسمانی خرابیوں کا پایا جانا ہے جبکہ، پاکستانی خاندانوں میں نوزائیدہ بچوں کی اموات کی شرح برطانیہ میں مقیم دیگر کمیونٹیز کے مقابلے میں زیادہ بتائی گئی ہے جہاں بارہ سال سے کم عمر بچوں کی اموات کا سبب پیدا انشی طور پر جسمانی نقص کے ساتھ پیدا ہونا ہے۔ طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستانی کمیونٹی میں بچوں میں جسمانی خرابی کے ساتھ پیدا ہونے کی ایک بڑی وجہ برس برس سے خونی رشتوں میں کی جانے والی شادیاں ہیں۔ اس نئی تحقیق میں طبی ماہرین نے ان تمام وجوہات کا جائزہ لیا ہے جو بچوں میں پیدا انشی طور پر جسمانی خرابی کا سبب بن سکتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ، پاکستانی خاندانوں میں جسمانی خرابی رکھنے والے یا انبارمل بچوں کی پیدائش کی دیگر وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ روایتی کزن میرج ہے یہی وجہ ہے کہ صرف بریڈ فورڈ شہر میں پاکستانی کمیونٹی میں پیدا ہونے والے پیدا انشی جسمانی خرابی کے حامل بچوں کی تعداد 31% تک پہنچ گئی ہے۔⁽¹³⁾ سعودی عرب سے شائع ہونے والی ایک میڈیکل رپورٹ کے مطابق عرب ممالک میں کزنز میرج کے نتیجے میں جینیاتی بیماریوں کی شرح انتہائی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ جو نہ صرف انفرادی بلکہ خاندانی زندگی کو متاثر کر رہی ہے⁽¹⁴⁾ ان مسائل کے نتیجے میں بلوغت کے بعد Depression, Tension, Heart Diseases اور Cancer جیسے مسائل اور نومولود بچوں میں ذہنی و عضلاتی امراض کی شرح بڑھتی جا رہی ہے۔⁽¹⁵⁾ ان بیماریوں کے پیدا ہونے میں بہت سے عوامل کارفرما ہیں⁽¹⁶⁾ جن میں خاص طور پر Consanguinity اور Recessive Genetic Disorders انتہائی نمایاں ہیں۔⁽¹⁷⁾

شادی سے پہلے جنینک ٹیسٹ کا شرعی حکم

جنینک ٹیسٹ سے متعلق علماء کے دو نظریات ہیں:

پہلا نظریہ:

یہ ہے کہ جنینک ٹیسٹ کو لازمی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ نکاح کے بعد مسائل پیدا ہونے کی صورت میں شریعت نے فسخ نکاح کی اجازت دی ہے۔ اسلام میں نکاح سے قبل ٹیسٹ کرانے کا ثبوت نہیں ملتا۔

دوسرا نظریہ:

یہ ہے کہ اس ٹیسٹ کا بنیادی مقصد شادی کرنے والے جوڑوں میں پائے جانے والے امراض کی تحقیق ہے تاکہ نکاح کے بعد یہ امراض زوجین میں فساد کا باعث نہ بنیں، اس سے منع کرنے کی بظاہر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہذا حکم وقت ایسا قانون بنا سکتا ہے جس سے عوام الناس کے فوائد وابستہ ہوں اور اس ٹیسٹ سے یہ حاصل ہو سکتے ہیں۔

مانعین کے دلائل

نکاح کی ترغیب اور فوائد ثمرات:

اسلام کا کوئی بھی حکم فلسفہ و حکمت سے خالی نہیں اس طرح نکاح کا حکم و فلسفہ بھی ایک طویل فہرست اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اس ضمن میں قرآن کریم، سیرت طیبہ اور فقہاء کی توضیحات واضح ہیں۔ قرآن کریم میں نکاح کی ترغیب کے احکام موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾⁽¹⁸⁾ ”اور جو عورتیں تمہیں پسند آئیں پس ان سے نکاح کرو“۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَعْصُوهُنَّ اِنْ يَتَّخِضْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَآَوْا مِّنْكُمْ بِالْمَعْرُوفِ﴾⁽¹⁹⁾ ”جو نکاح کا ارادہ رکھتے ہوں ان کو مت روکو کہ وہ نکاح کر لیں اپنے (نئے) شوہروں سے جب کہ وہ رضامند ہو جائیں آپس میں دستور کے مطابق“۔

آپ ﷺ نے نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ”اِنَّ النِّكَاحَ مِنْ سُنَّتِيْ، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ“۔⁽²⁰⁾

”نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس نے مجھ سے اعراض کیا۔“

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے تفاخر کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”تناكحوا فانى اباى ما موم يوم القيامة“۔⁽²¹⁾

”آپس میں نکاح کرو تاکہ تم زیادہ ہو جاؤ، بے شک میں تمہاری وجہ سے روز قیامت تمام امتوں پر فخر کروں گا۔“

آپ کی اس ترغیب میں صحت کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے جنینک ٹیسٹ جیسی شرط

لگانا ترغیب نکاح میں رکاوٹ کا سبب بنے گا۔⁽²²⁾

علمائے کرام نے فلسفہ نکاح پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے مختلف فوائد و ثمرات بیان کئے ہیں۔ صاحب مجمع الانہر فرماتے ہیں:

1. نکاح عام بیع کی طرح نہیں بلکہ یہ مکارم اخلاق سے ہے۔
 2. نکاح عام معاملات کی طرح نہیں بلکہ من وجہ عبادت ہے۔
 3. نکاح کے ذریعے زنا سے نفس کی حفاظت ہوتی ہے۔
 4. نکاح کی وجہ سے آپ ﷺ باقی امتوں پر فخر فرمائیں گے۔
 5. نکاح تہذیب الاخلاق یعنی عادات سنوارنے کا ایک ذریعہ ہے۔
 6. نکاح میں انسانی معاشرے میں برداشت کی عادت پیدا ہوتی ہے۔
 7. نکاح اولاد کی تربیت کا ذریعہ ہے۔
 8. وہ مسلمان جو اپنی ضروریات زندگی نبھانے سے عاجز ہیں اس کی مدد پہنچی ہے۔
 9. اپنے قرابت دار اور کمزور لوگوں کے لئے اخراجات کی ذمہ داری قبول کرنا۔
 10. نکاح اپنے نفس اور بیوی کی پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔⁽²³⁾
- اسی طرح علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں بعض فوائد ذکر کئے ہیں:
11. شیطان سے حفاظت ملتی ہے۔
 12. شدت خواہش کو توڑا جاتا ہے۔
 13. خواہشات کے فتنوں کا دفاع کیا جاتا ہے۔
 14. ”غض البصر“ آنکھ کی شرم نصیب ہوتی ہے۔
 15. شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔
 16. بیوی کے ذریعے اولاد کی تربیت ہوتی ہے۔
 17. بیوی کے ذریعے گھر کے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔
 18. نکاح کے ذریعے دو خاندانوں میں قرابت پیدا ہوتی ہے۔
 19. بیمار سے نکاح میں بیمار کی خدمت، تیمارداری اور بیماری کی مشکلات میں اس کی مدد کے ذریعے ثواب ملتا ہے۔

20. اولاد اور بیوی انسان کے لئے ایک امتحان بھی ہے گوان کی مرضی کو اللہ کی مرضی پر قربان کریں تو یہ بھی

ایک ذریعہ ترقی درجات ہے۔⁽²⁴⁾

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

21. نکاح کے پانچ فائدے ہیں: اولاد، شہوت پوری کرنا، گھر کا انتظام، اولاد کی کثرت اور بیویوں کی ضرورت

پوری کرنے میں نفس کا مجاہدہ⁽²⁵⁾

مولانا یوسف صاحب لکھتے ہیں:

امام غزالیؒ اس فائدہ میں خاص نکتہ ذکر فرما رہے ہیں کہ بیمار کی دل جوئی کے لئے شادی ہی راحت کا سامان بن سکتی ہے تاکہ میاں بیوی آپس میں دل لگی سے بیماری کی مشقت کو عبور کر سکیں۔ کوئی دوسرا آدمی لاکھوں دل بھانے کی کوشش کرے مریض کو راحت نہیں پہنچا سکتا جو بیوی سے پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ میاں بیوی کے آپس کے تعلقات فطری اور جذباتی قسم کے ہیں جو کسی دوسرے جائز طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔⁽²⁶⁾

کزن میرج کا جواز:

کزن میرج کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر بڑا واضح ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے خود بھی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا اور آپ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت زینب کا نکاح ابوالعاصؓ سے کیا جو حضرت خدیجہ کے بھانجے اور آپ ﷺ کے بھی ہم نسب تھے۔ ایسے ہی حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے ہوئی جو کہ آپ کے بھی ہم نسب تھے۔ نیز حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا جو آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رشتہ داروں میں نکاح کرنا بذات خود کسی ضرر کا سبب نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صاحب شریعت خود ایسا نہ کرتے۔

کزن میرج کی ممانعت میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں کہ آپ ﷺ نے قریبی رشتہ داروں میں نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے وہ احادیث کمزور اور غیر ثابت شدہ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ حضرت عمرؓ سے قابل اعتبار اسناد کے ساتھ بعض ارشادات منقول ہیں۔ آپ نے ایسے رشتوں کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے جن سے زوجین کی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہوں، حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: ”اغتربو ولا تضووا“ نیز فرمایا: ”لا تنکحوا القرابة القریبہ فان الولد یخلق ضاویا“۔⁽²⁷⁾ قریبی رشتی داروں میں شادی کرنے سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ اولاد کی کمزوری کا باعث بنتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ کہ حضرت عمرؓ کے یہ فرامین قاعدے کلیہ کی بجائے کسی خاص صورت و واقعہ سے متعلق معلوم ہوتے ہیں جس میں کسی خاندان میں ایک مخصوص بیماری ظاہر ہو گئی اور اس کے باوجود اس خاندان کے لوگ آپس میں نکاح کرتے

رہے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ وہ خاندان سے باہر رشتے کیا کریں تاکہ یہ بیماری مزید نہ پھیلے۔⁽²⁸⁾ دوسرا یہ کہ کزن میرج کے بارے میں ڈاکٹر حضرات کی رائے بھی مختلف ہے۔ اس سلسلے میں شریعت کے نصوص اور ڈاکٹروں کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر جو نتائج درست معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں اگر کسی خاندان میں کسی موروثی بیماری (مثلاً تھیلیسیما) کا بالفعل ظہور ہو چکا ہو تو وہاں کزن میرج خلاف احتیاط ہوگی۔ لیکن جب تک ایسی کوئی خطرے کی چیز ظاہر نہ ہو تو محض خونی رشتہ پائے جانے کی وجہ سے کسی ازدواجی رشتہ کو روکنا یا اس سے اجتناب کرنے کا مشورہ دینا تو ہم پرستی میں داخل ہوگا، جو عقل اور مزاج شریعت، دونوں کے خلاف ہے۔⁽²⁹⁾

بیمار شخص کا نکاح جائز ہے:

مانعین کے نزدیک بیمار شخص کا نکاح کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے اپنی اسی بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا، فرمایا کہ میری شادی کر دو، میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں اللہ سے ملاقات کروں اس حال میں کہ میں رنڈا ہوں۔⁽³⁰⁾

فقہاء سے بھی یہ ثابت ہے کہ بیمار کا نکاح کرانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ:

”سيف حرم نكاح المريض و يطل هل جاء في الكتاب أو في السنة أن نكاح الصحيح جائز ونكاح المريض فاسد إنما حل الله النكاح جملة فهو حلال إلى يوم القيامة للمريض والصحيح“۔⁽³¹⁾ بیمار کے نکاح کو حرام کیسے کہا جاسکتا ہے؟ قرآن و حدیث میں ایسی نصوص نہیں ہیں کہ تندرست کا نکاح جائز اور بیمار کا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً نکاح کو حلال کیا ہے۔ پس قیامت تک کے لئے مریض اور تندرست کا نکاح حلال رہے گا۔

علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

”أباح الله ورسوله النكاح ولا يخص في القرآن والحديث صحيحاً“۔⁽³²⁾

اللہ اور اس کے رسول نے نکاح کو مباح کہا ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی تخصیص نہیں کہ کوئی تندرست ہو یا بیمار۔

نکاح کی شرائط:

ارکان نکاح اور شروط نکاح میں صحت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اس لئے صحت مندی کو نکاح کے لئے شرط قرار

دینا مناسب نہیں ہے۔ آپ کا فرمان ہے:

”كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل“۔⁽³³⁾

ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔

اس لیے یہ شرط بھی باطل ہے۔ نکاح کا مقصد صرف اولاد ہی نہیں ہے بلکہ بعض دفعہ صرف انتفاع ہوتا ہے۔ لہذا جب اولاد مقصود نہیں ہے تو ٹیسٹ کو لازمی کرنے کا کوئی جواز بھی نہیں ہے۔⁽³⁴⁾

حکومت کی تابعداری کا اصول:

حکومت اور قانون کی پیروی اس وقت لازم ہے جب وہ ایسا قانون بنائے جس میں مصلحت کا تعین ہو، آپ کا بھی فرمان ہے: ”انما الطاعة فی المعروف“۔⁽³⁵⁾ اسی طرح قاعدہ فقہیہ ہے: ”تصرف الامام علی الرعیہ منوط بالمصلحة“۔⁽³⁶⁾ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت کی تابعداری نیک کاموں میں ہوگی اور شادی سے پہلے جنینک ٹیسٹ میں بے پردگی جیسی بیشمار خامیاں ہیں اس لئے ایسے قانون میں حاکم کی پیروی لازم نہیں ہے۔⁽³⁷⁾

معاشرتی مشکلات میں اضافہ:

اس ٹیسٹ کی وجہ سے بہت سارے مرد اور عورتیں بے نکاح رہ جائیں گے جس سے فتنہ اور بے حیائی کو فروغ ملے گا۔ بلکہ نکاح کا نظام متاثر ہونے سے معاشرتی زندگی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گی۔ یہ ٹیسٹ آسانی پیدا کرنے کی بجائے عوامی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔⁽³⁸⁾

تقدیر پر عدم اعتماد:

بیماری اور صحت کا تعلق مسئلہ تقدیر سے ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ﴾⁽³⁹⁾ اے نبی آپ فرمادیں کہ ہر چیز، یعنی خیر و شر، بیماری و صحت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ قضا اور قدر کے باب میں عقل سے سوچنا سمجھنا اور اسے فیصلے کی بنیاد بنانا درست نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے تقدیر کے معاملات میں کریدنے سے منع کیا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے مرد و عورت کا ٹیسٹ کرانا تاکہ دوسرے فریق کی موروثی بیماریوں کا علم ہو جائے یہ تقدیر کے باب میں عقلی مداخلت ہے۔ کیونکہ حدیث کی روشنی میں تقدیر سے پہلے تدبیر کا حکم نہیں ہے بلکہ تقدیر کے بعد تدبیر کی جاتی ہے۔ اس لئے شادی سے پہلے ٹیسٹ کو لازم کرنے سے نکاح کے متروک ہونے کا سبب بنے گا۔⁽⁴⁰⁾

بندے کے گمان کے مطابق فیصلے:

حدیث قدسی ہے: ”انا عند ظنی عبدی بی“۔⁽⁴¹⁾ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا

ہوں۔

اس لیے بندے کو اللہ پر توکل کرتے ہوئے نکاح کرنا چاہیے، یہ ممکن ہے کہ کوئی بیماری ہو، اس عقیدے کی پختگی کی بناء پر اللہ اسے شفاء دے دے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ریسرچ میں کبھی نتائج غلط بھی آ جاتے ہیں جو عوامی مشکلات کا باعث بنیں گے۔ لہذا اس مسئلہ کو عقیدہ تک ہی محدود رکھنا چاہیے۔⁽⁴²⁾

جنینک ٹیسٹ کے نقصانات:

1. میڈیکل ریسرچ اس بارے میں یقینی نہیں اس لیے ایسی صورت میں اجتماعی اور نفسیاتی نقصان کا خطرہ ہے۔ کیونکہ اس ٹیسٹ کے نتیجے میں غلطی کا امکان موجود ہے۔
2. یہ بھی ممکن ہے کہ اس ٹیسٹ کے نتیجے میں ایسا مرض ظاہر ہو جو کہ لا علاج ہے تو زوجین اور پورا گھرانہ پریشانی کا شکار ہو گا۔⁽⁴³⁾
3. ایک فرد میں بعض امراض کی موجودگی کی صورت میں پورے خاندان کے راز فاش ہوں گے، جس کی وجہ سے خاندان کے دیگر افراد بھی متاثر ہوں گے۔
4. لوگوں میں یہ وہم پیدا ہوتا چلا جائے گا کہ کزن میرج متعدی امراض کا سبب ہے، حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔⁽⁴⁴⁾
5. اس طرح کے ٹیسٹوں سے نوجوان طبقہ کے لئے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں عام طور سے خاندان کے اوصاف اور خامیوں کو اس ٹیسٹ کے علاوہ دیگر ذرائع سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے مثلاً باہمی قربت، معرفت یا کسی اور طریقے سے۔ لہذا اس ٹیسٹ کی ضرورت نہیں رہے گی۔⁽⁴⁵⁾

مجوزین کے دلائل

مقاصد نکاح:

قرآن کریم کے اندر نکاح کے مقاصد بیان کرتے ہوئے رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾⁽⁴⁶⁾ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

دوسری جگہ پاکیزہ، صالح بیوی اور اولاد کے بارے میں یہ دعا سکھائی گئی ہے:

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ (47) اس وقت زکریا نے اپنے رب کو پکارا۔ عرض کی کہ اے میرے رب! عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بیشک تو ہی سننے والا ہے دعا کو۔

پہلی آیت میں نکاح کا مقصد سکون، اطمینان اور محبت کو بتایا گیا ہے اور دوسری آیت میں نیک صالح اولاد، یعنی اچھی نسل کی درخواست کی گئی ہے۔ شادی سے پہلے میڈیکل کرانے سے فریقین کی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو جائے گا اور رشتہ کی بنیاد بھی ایک سچ اور اعتماد پر ہوگی۔ جس سے خاندانی نظام میں استحکام پیدا ہوگا اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اولاد ممکنہ حد تک موروٹی بیماریوں سے پاک بھی ہوگی۔ اس طرح ان دونوں آیات پر عمل ہو جائے گا۔ (48)

نکاح کے لئے فریق کو دیکھنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں انصاری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں، تو آپ نے فرمایا:

”فانظر اليهما فان في اعين الانصار شياً“۔ (49) اس کو ایک نظر دیکھ لے اس لیے کہ ان کی آنکھوں میں ایک خرابی ہوتی ہے۔

معاصرین نے اس حدیث کو بنیاد بناتے ہوئے شادی سے پہلے جنینک ٹیسٹ کو لازمی قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں دیکھنے کا لفظ اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے اگر اس دیکھنے کی علت پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ ٹیسٹ بھی اس کے عموم میں داخل ہوتا ہے۔ اس لئے ظاہری حکم سے زیادہ معنوی حکم پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (50) نیز آپ کا یہ بھی فرمان ہے: ”تفحص المرأة لجملها“۔ (51) جمال میں ظاہری، باطنی خوبصورتی اور امراض سے محفوظ ہونا بھی داخل ہے۔ (52)

بیمار سے نکاح نہ کرنے کا ثبوت:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے کسی عورت سے شادی کا ارادہ فرمایا تو آپ نے کسی عورت کو بھیجا تا کہ وہ اس کو دیکھے، دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس عورت کو کوئی (دانتوں کی) بیماری ہے۔ تو آپ نے اس عورت سے نکاح کا ارادہ ترک فرمادیا۔ (53) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیکھنا، سونگھنا ٹیسٹ کی انواع میں سے ہے۔ لہذا اس حدیث سے کسی بیماری کے بارے میں شادی سے پہلے تحقیق کا جواز بذریعہ جنینک ٹیسٹ ثابت ہوتا ہے۔ (54)

نکاح میں دھوکا دہی کی ممانعت:

حضرت عمرؓ نے ایسے رشتوں کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے جن سے زوجین کی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے

ہوں۔

موطا امام مالکؒ میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

”ایما رجل تزوج امرأة وبها جنون و جذام أو برص، فمسهأ، فلها صداقها كاملا، ولزوجها غرم علی ولیہا“۔⁽⁵⁵⁾

اگر کسی شخص نے ایسی خاتون کے ساتھ رشتہ کیا جو جنون، جذام اور برص کے مرض میں مبتلا ہو، اور ولی نے اس سے اس کو آگاہ نہیں کیا تو ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے بعد اس پر کامل مہر ہو گا۔ لیکن اسے عورت کے ولی سے مہر کا توازن لینے کا بھی حق ہو گا۔

حضرت عمرؓ کے فرامین کی روشنی میں زوجین کو متعدی امراض سے محفوظ کر کے ایک پاکیزہ نسل کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے جو شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ ہے۔

حاکم کی اطاعت کا حکم:

قرآن کریم میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ حاکم وقت کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾⁽⁵⁶⁾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔“

حاکم کا فیصلہ چونکہ مصلحت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے اگر حاکم کوئی قانون وضع کرے تو اس کی اطاعت لازمی ہو جاتی ہے۔ تو جنینک ٹیسٹ بھی ایسے قوانین میں سے ہے جس سے نہ تو دین اسلام کے کسی پہلو کی مخالفت لازم آتی ہے اور نہ ہی معاشی اور معاشرتی حوالے سے عوامی مشکلات کا سبب ہے۔ ایسے قوانین پر عمل، اس آیت پر عمل ہو گا۔⁽⁵⁷⁾

نقصان پہنچانے کی ممانعت:

اسی طرح مجوزین نے قاعدہ فقہیہ سے بھی استدلال کیا ہے، آپ کا فرمان ہے:

”لا ضرر ولا ضرار“۔⁽⁵⁸⁾ کسی کو ضرر پہنچانے کا اقدام کرنا یا جوابی طور پر کسی کو ضرر پہنچانا یہ دونوں جائز نہیں ہیں۔

اس حدیث کو فقہاء نے قواعد کلیہ کی شکل دے کر زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق احکام میں لاگو کیا ہے۔ زیر بحث مسئلے میں بھی اس سے راہنمائی لی جاسکتی ہے۔ کیونکہ زوجین جب کسی متعدی یا موروثی مرض میں مبتلا ہوں تو ان کا یہ رشتہ

ان کے اور ان کی اولاد کے لئے ضرر کا باعث ہو گا۔ اور اولاد کا صحت مند نہ ہونا ان کے لئے ساری زندگی میں تکلیف کا باعث بنے گا۔ اس لئے ضرر سے بچنے کے لئے تدابیر کے طور پر میڈیکل ٹیسٹ کو اس قاعدے کے تحت لازمی کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس طرح کے افراد کو اگر نکاح کی کھلی چھوٹ دی جائے تو یہ بیماری نسل در نسل منتقل ہوگی۔ تو اس طرح کثیر افراد اس کے ابتلاء کا شکار ہوں گے۔ لہذا ضرر عام سے بچتے ہوئے ضرر خاص کو قبول کیا جائے گا اور ایسے افراد پر ٹیسٹ کو لازمی کر دیا جائے گا۔⁽⁵⁹⁾

احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم:

فقہی قاعدہ ہے ”الدفع اولیٰ من الرفع“⁽⁶⁰⁾ کسی چیز کے واقعہ ہونے کے بعد اس کو ختم کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اس کو ابتداء ہی میں کنٹرول کر لیا جائے کیونکہ بعد میں اس کے پھیل جانے سے اس کو قابو کرنے میں مشقت اور پریشانی ہوگی اور پیسے کا ضیاع بھی ہو گا۔ موروثی امراض سے بچاؤ کے لئے (جیسے تھیلیسیمیا وغیرہ) شادی سے قبل اگر جنینک ٹیسٹ لازمی کرنے سے عوام الناس کو نہ صرف یہ کہ موروثی بیماریوں سے بچایا جاسکتا ہے بلکہ حکومت کے خزانے کو بھی محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ اس کو نافذ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر حاکم مصلحت کے پیش نظر اس ٹیسٹ کو لازم کرتا ہے تو بہتر ہے اور قانون بھی یہی ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے اور نہ ہی یہ ٹیسٹ آزادی کے مخالف ہے کیونکہ اب تو عالمی سطح پر مختلف قسم کے امراض کی ویکسینیشن کے بغیر سفر کی بھی اجازت نہیں ہے۔⁽⁶¹⁾

اباحت:

یہ ٹیسٹ مباحات شرعیہ میں سے ہے کیونکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر ان امراض کے لئے جو زوجین کے درمیان جدائی کا سبب بنتے ہیں ابتداء ہی سے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں تو بعد میں خاندانی مشکلات سے بچا جاسکتا ہے۔

شادی کے لئے انتخاب میں آسانی:

بعض علماء نے یہ بھی دلیل دی ہے کہ یہ کہنا ہے کہ بہت سے لوگ بغیر شادی کے رہ جائیں گے، اس بات میں کوئی خاص وزن نہیں ہے۔ اس لئے کہ جنینک ٹیسٹ سے انسانی جوڑے متعین کرنے میں آسانی ہوگی اور ایسی لڑکیوں کا نکاح ان مردوں سے کیا جائے گا جن کو مختلف مصالح کے تحت بے اولاد لڑکیاں مطلوب ہوتی ہیں۔ اسی طرح تحقیق کے بعد ممکنہ علاج بھی ہو سکے گا۔⁽⁶²⁾

ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے ان پر آدر ہونے کا الزام لگایا تو اللہ نے ان کی برأت کے لئے پتھر کو حکم دیا کہ اس کے کپڑے لے جاؤ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد و عورت کسی بیماری سے مطعون ہوں جس کی وجہ سے ان کے نکاح میں مشکلات ہوں تو تحقیق کے لئے اس کا ٹیسٹ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاکہ معترض کے سامنے اس کے نتائج آجائیں۔ اسی طرح جنینک ٹیسٹ بھی بیماری کی تشخیص اور نتائج کی صورت میں فریقین کے لئے اطمینان کا باعث ہو گا۔⁽⁶³⁾

جنینک ٹیسٹ کے فوائد:

1. شادی سے پہلے جنینک ٹیسٹ کی وجہ سے موروثی امراض جیسے تھیلیسیمیا، کینسر، جنین کا رحم کی بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔⁽⁶⁴⁾
2. شادی کے بعد علاج معالجہ کے اخراجات میں کمی کا باعث ہے۔
3. اس سے زوجین میں علاج معالجہ سے متعلق شعور اجاگر ہو گا۔
4. گھریلو اختلافات اور طلاق کی شرح میں کمی واقع ہوگی۔
5. غلط فہمیوں سے بچاؤ اور زوجین کی زندگی کے لئے خوشحالی کا ذریعہ ہے۔
6. آئندہ نسلوں کو مہلک و موروثی بیماریوں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔
7. بانجھ پن کے متعلق حقیقت تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔⁽⁶⁵⁾

جنینک ٹیسٹ کی شرائط:

- مجوزین نے اس ٹیسٹ کے لئے چند شرائط کو لازمی قرار دیا ہے:
1. یہ فریقین کی رضامندی سے ہو، کسی پر جبراً نہ کیا جائے۔
 2. جہاں اس کا رواج نہ ہو وہاں اس کو لازمی نہ کیا جائے۔
 3. ٹیسٹ کے مفاسد اور خرابیوں سے احتراز ہو۔
 4. با اعتماد ذرائع سے ٹیسٹ کروایا جائے اور محتاط طریقہ اختیار کیا جائے۔
 5. اس ٹیسٹ کو کم از کم تین مختلف لیبارٹریوں سے کروایا جائے۔
 6. اس ٹیسٹ کے دوران اسلام کا اصول "لا عدوی ولا طیرۃ" کو بھی مد نظر رکھا جائے۔⁽⁶⁶⁾

اسلامی فقہی اکیڈمیز کے فیصلے

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا فیصلہ:

علاج کی غرض سے امراض کی شناخت اور تحقیق کے لئے جنینک ٹیسٹ کرانا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔⁽⁶⁷⁾

المنظمۃ الاسلامیہ کویت کا فیصلہ:

عورت کے ولی کے لئے اختیار ہے کہ وہ مرد کے میڈیکل چک اپ کا مطالبہ کر سکتا ہے، جو بیماریاں متعدی ہوں ان کا ٹیسٹ کیا جائے، ہر بیماری کے لئے زبردستی ٹیسٹ کرنا مناسب نہیں ہے۔⁽⁶⁸⁾

اسلامی فقہی اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فیصلہ:

نکاح ایک ایسا عقد ہے جس کی شرائط خود شارح حکیم نے بتائی ہیں اور نکاح پر اس کے شرعی نتائج مرتب کئے ہیں۔ لہذا شریعت نے جتنا حکم دیا ہے اس سے اضافہ کرنا جیسے نکاح سے قبل جنینک ٹیسٹ کی شرط لگانا جائز نہیں۔ اکیڈمی کا اجلاس حکومتوں اور اسلامی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ نکاح سے قبل طبی تحقیقات سے متعلق شعور پیدا کریں۔ ایسی تحقیقات کے لئے حوصلہ افزائی کریں اور جو لوگ ان سے دلچسپی رکھتے ہوں ان کے لئے تحقیقات آسان بنائیں۔ نیز ان تحقیقات کو متعلقہ افراد تک محدود رکھا جائے اور ان کے علاوہ سے مخفی رکھا جائے۔⁽⁶⁹⁾

راقم الحروف کی رائے:

شادی سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ کو جن ممالک میں بھی لازمی کیا گیا ہے وہاں اس کے بہتر نتائج ظاہر ہوئے ہیں⁽⁷⁰⁾ اس لیے پاکستان میں بھی اس ٹیسٹ کو لازمی ہونا چاہئے، لیکن پاکستان میں اس قانون کو لازم کرنے سے پہلے جہاں ایک طرف عوام الناس کو اس ٹیسٹ کی افادیت سے آگاہی ضروری ہے وہیں تحصیل کی سطح پر جنینک لیبارٹریز کا قیام بھی ہونا چاہئے، بصورت دیگر ملک میں لیبارٹریز کی عدم دستیابی کی صورت میں عوام الناس کے لیے مسائل کم ہونے کی بجائے بڑھ جائیں گے اور اس طرح لیبارٹریز میں لوٹ مار کے ساتھ رشوت کا بازار بھی گرم ہو گا جو نہ صرف عوام الناس بلکہ حاکم وقت کے لیے بھی مشکلات کا باعث ہو گا اور مطلوبہ نتائج بھی حاصل نہیں ہوں گے۔ کزن میرج میں اسلام اور سائنسی لحاظ سے کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن اگر ڈاکٹر کسی خاندان میں موذی یا موروٹی مرض کی نشاندہی کرے تو وہاں کزن میرج جسم انسانی اور نسل انسانی کی بیماریوں سے حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْرُبُوا أَبْنَاءَ نِسَائِكُمُ إِلَىٰ التَّهْلُكَةِ﴾⁽⁷¹⁾ اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔

موذی یا موروٹی مرض کی نشاندہی کے باوجود علاج نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اس لیے آیت کریمہ کے تحت ایسی شادی بھی ممنوع ہوگی۔ اور بعض احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب مرض متعدی ہو (جیسے

جنینی امراض اور ایک بیمار سے دوسرے کو منتقل ہو سکتا ہو (شادی کی صورت میں) تو صحت مند کو نقصان سے بچانے کے لیے اس کا علاج اور ٹیسٹ کرانا واجب ہے۔ آپ کا فرمان ہے: ”لایورد مرض علیٰ صحیح“۔⁽⁷²⁾ اسی طرح فقہی قاعدہ ہے: ”لا ضرر ولا ضرار“⁽⁷³⁾ اس قاعدے سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظتی تدابیر اختیار کرتے ہوئے میڈیکل ٹیسٹ کرانا واجب ہے کیونکہ اگر مرض متعدی ہو گا تو وہ اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچائے گا اور دوسرے کے لیے بھی نقصان کا سبب بنے گا جیسے ایڈز وغیرہ۔ اور ایسی کزن میرج جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد میں متعدی امراض کے منتقل ہو کے امکانات ہو تو اس پر نا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ نے نہ صرف بیماریوں، آفات اور امراض سے بچنے کا حکم دیا ہے بلکہ اس کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔ آپ کا فرمان ہے: ”اذا سمعتم بہ بارض فلا تقذوا علیہ، واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارامنہ“⁽⁷⁴⁾ جب کسی جگہ کے متعلق سنو کہ وہاں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جس جگہ تم ہو اگر وہاں طاعون پھوٹ پڑے تو وہاں سے فرار اختیار نہ کرو۔ نیز جنینی امراض میں شادی سے پہلے جنینک ٹیسٹ کے لزوم کے لیے ان احادیث سے رہنمائی لی جاسکتی ہے جن میں نے آپ نے اعلیٰ نسل کے انتخاب کے لئے نطفے کی بہتر دیکھ بھال اور بے وقوف عورت سے شادی سے منع فرمایا۔ آپ کا فرمان ہے: ”اختاروا النطفاء فان لئال احد الضعیین“⁽⁷⁵⁾ اپنے نطفے کے لیے جگہ دیکھ بھال کر حاصل کرو، کیونکہ کہ بچوں کا ماموں بیوی کی طرح ہوتا ہے ”نیز رسول اللہ کا فرمان ہے: ایاکم وتزوج الحمقاء فان صحبتہا بلاء وولدہا ضیاع“⁽⁷⁶⁾ بے وقوف عورت سے شادی کرنے سے بچو، ان کے ساتھ مصیبت ہے اور ان کی اولاد ضائع ہو جاتی ہے۔ لازم ہے کہ مذکورہ فرامین کی روشنی میں زوجین کو موروثی امراض سے محفوظ کر کے ایک پاکیزہ نسل کی بنیاد رکھی جائے جو شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ ہو۔

حوالہ جات

www.eo1/812788/story/xpress.pk/

(2) البار، محمد علی، ڈاکٹر، نظره فاحصہ للفتوحات الطبیہ الجینیہ، مشمولہ الوراثہ والہندسہ الوراثہ، منعقدہ 1998ء ناشر

المنظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ، کویت، 2/221-231

(3) البار، محمد علی، ڈاکٹر، جنین المشوہ والامراض الوراثیہ، دارالقلم، دمشق، طبع اول 1991ء ص 227

(4) Al-Ali, AK. (1996). "Common G6PD variant from Saudi population and its prevalence". *Annals of Saudi Medicine* no. 16 (6):654-6.

- (5) Valentino LA, Hakobyan N, Rodriguez N, Hoots WK; Kakobyan, N; Rodriguez, N; Hoots, WK (November 2007). "Pathogenesis of haemophilic synovitis: experimental studies on blood-induced joint damage". *Haemophilia*. 13 Suppl 3: 10–3 Retrieved 4 April 2014
- (6) Markowitz, edited by William N. Rom; associate editor, Steven B. (2007). *Environmental and occupational medicine* (4th ed.). Philadelphia: Wolters Kluwer/Lippincott Williams & Wilkins. p. 745.
- (7) <http://ur.wikipedia.org/>, (Cited: 26-08-2014)
- (8) Bittles Alan; Black Michael, Consanguinity, human evolution, and complex diseases, Proceedings of the National Academy of Sciences 107, (Suppl, 1, 200) PP: 1779–1786
- (9) Bittles, Alan, "The Role and Significance of Consanguinity as a Demographic Variable" Population and Development Review (Population Council) 20 (3) 1994, P: 572–574
- (10) Ibid
- (11) Ibid, p. 576
- 12() www.beta-jang.com.ph/newsdetail.aspx?id176015, (Cited: 27-08-2014)
- 13() <http://www.urduvoa.com/content/marriage-between-cousins-doubles-the-risk-of-birth-defects/1696237.html>, (Cited: 29-08-2014)
- (14) El-Hazmi MAS; Warsy AS, Genetic Disorders among Arab Populations, (Saudi Med J. 1996) P: 108–123; Hamidha BM, Magnitude and Spectrum of the problem, WHO / KSU Workshop on Ethical and Genetic Counselling Issues in Region, Riyadh 15–16 Nov, 1999.
- (15) Mathew PM, Hamdan JA, Nazar H, Cystic Fibrosis presenting with recurrent vomiting and metabolic alkalosis-Eur Pediatr, 1991; 150, P: 264–266; Warsy AS, El-Hazmi MAS, Hammada H, Alpha-1-antitrypsin: Frequencies of PIM subtypes in a Saudi population, Saudi Med J. 1991; 12, P: 376–379
- (16) Emery AEH, Mueller RF. Elements of Medical Genetics, 8th Ed London: Churchill Livingstone, 1991; WHO, Prevention of avoidable mutational disease, Bull World Health Organ, 1986, 64: P: 205–216

- (17) Dr. Mohsen A.F El-Hazmi, Ethics of genetic counseling-basic concepts and relevance to Islamic communities, Ann Saudi Med 24 (2) College of Medicine King SAud University, Riyadh, Saudi Arabia, March-April 2004, PP: 84-92. www.kfshrc.edu.sa/annals
- (18) النساء: 4:4
- (19) البقرہ، 2: 232
- (20) قزوینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الزکاح، باب ماجاء فی فضل الزکاح، 1/ 592، دار احیاء الکتب العربی، س-ن ح: 1846
- (21) ابو بکر عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق، باب وجوب الزکاح وفضلہ، 6/ 173، مکتبہ اسلامی، بیروت طبع دوم 1403ھ، ح: 10391
- (22) شادی سے قبل زوجین کا میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا مطالبہ، ص 6-23
- (23) آفندی، عبد الرحمان بن محمد، مجمع الانہر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س-ن 1/ 315
- (24) ابن ہمام، کمال الدین عبد الواحد، شرح فتح القدیر، مطبع مصطفیٰ محمد، مصر، س-ن 4/ 123
- (25) غزالی، ابو حامد، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2007ء، 2/ 44-37
- (26) محمد یوسف، مولانا، شادی سے قبل زوجین کا میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا مطالبہ، مشمولہ سہ ماہی مباحث الاسلامیہ، بنوں، 15 جون 2011ء، ص 6-23
- (27) مالکی ابو بکر، احمد، المجالسہ وجوہ العلم، دار ابن حزم 1418ھ، 8/ 46
- (28) علی احمد سالوس، ڈاکٹر، موسوعۃ قضایا فقہیہ معاصرہ، مکتبہ دار القرآن، س-ن، ص 971-975
- (29) موسوعۃ اعجاز العلمی فی سنن النبی الامی، مکتبہ اولاد الشیخ للتراث، مصر، س-ن، ص 924
- (30) الشیبانی، محمد بن حسن، امام، کتاب الحج، عالم الکتب، بیروت، 1403ھ، 3/ 500
- (31) ایضاً، 3/ 5003
- (32) ابن حزم، علی بن احمد، المحلی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س-ن، 18/ 278
- (33) قزوینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب العتق، باب المکاتب، 2/ 842، دار احیاء الکتب العربی، س-ن ح: 2521
- (34) محمد یوسف، مولانا، شادی سے قبل زوجین کا میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا مطالبہ، ص 6-23
- (35) سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فی الطاعہ، 3/ 40، مکتبۃ العصریہ، بیروت، س-ن، ح: 2625
- (36) ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1999ء، ص 104
- (37) میمان، ناصر، مشمولہا لوراشیہ والہندسۃ الوراشیہ، ص 833
- (38) اختر امام عادل، مولانا، جینیٹک ٹیسٹ سے مربوط مسائل مشمولہ ڈی این اے ٹیسٹ اور جینیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل، درالاشاعت کراچی، 200ء، ص 49
- (39) النساء، 4: 78

- (40) ابوسفیان مفتاحی، مولانا، ڈی این اے ٹیسٹ سے متعلق مسائل، مشمولہ، ص 287
- (41) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سنن الترمذی، ابواب الذہد، باب ماجاء فی حسن الظن باللہ، 4/596، مکتبہ مصطفیٰ البابی، مصر، طبع ثانی 1975ء، ج: 2388
- (42) اشقر، اسامہ عمر، مستحبات فقہیہ فی قضایا الزواج والطلاق، ص 92-93: ابن باز، جریدۃ المسلمین، شمارہ نمبر 597، 12 جولائی 1996ء، ص 11
- (43) مستحبات فقہیہ فی قضایا الزواج والطلاق، ص 86
- (44) صفوان، محمد عضبات، فحس الطبی قبل الزواج دراستہ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ، ص 88
- (45) البار، محمد علی، ڈاکٹر، نظریہ فاحصہ للفحوصات الطبیہ الجینیہ، مشمولہ الوراثیہ، والہندسہ الوراثیہ، مطبوعات منظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ، 1998ء، ص 645
- (46) (الروم، 30: 21)
- (47) آل عمران، 38: 3
- (48) محمد رضا، صفوان، فحس الطبی قبل الزواج دراستہ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ، ص 92
- (49) قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب النظر الی وجه المرأة، 2/1040 دار احیاء التراث العربی، س-ن، ج: 1424
- (50) اختر امام عادل، جنینک سائنس سے مربوط شرعی مسائل، ص 50
- (51) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب نکاح ذات الدین، 2/1086، ج: 1466
- (52) سید نعیم بخاری، ڈاکٹر، جنینک ٹیسٹ اور اس کا شرعی جائزہ، مشمولہ، المباحث الاسلامیہ، بنوں ستمبر 2011ء، ص 92
- (53) احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، 3/231، مؤسسہ الرسالہ، طبع 2001ء، ج: 13448
- (54) محمد رضا، صفوان، فحس الطبی قبل الزواج دراستہ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ، ص 73
- (55) النووی، یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب، دار الفکر بیروت، س-ن، 16/275
- (56) النساء، 4: 59
- (57) خلیل حسین، مولانا، شادی سے قبل طبی معائنے کی قانون سازی کی حیثیت، دارالافتاء جامعۃ الرشید، کراچی، 14 مئی 2014ء، ص 22
- (58) ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص 72
- (59) حسین، مولانا، شادی سے قبل طبی معائنے کی قانون سازی کی شرعی حیثیت، ص 23
- (60) سبکی، تاج الدین، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1999ء، 1/455
- (61) احمد زحیلی، الارشاد الجینی، مشمولہ الوراثیہ، والہندسہ الوراثیہ، مطبوعات منظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ، 1998ء، ص 980-982
- (62) اختر امام عادل، جنینک سائنس سے مربوط شرعی مسائل، ص 50

- (63) ساجد علی مصباحی، مولانا، جنینک ٹیسٹ شرعی نقطہ نگاہ، ماہنامہ الاشرفیہ، ممبکپور، انڈیا، جولائی 2013ء، ص 40
- (64) اشقر، اسامہ عمر، مستجدات فقہیہ فی قضایا الزواج والطلاق، دارالنفاس، اردن 2000ء، ص 85
- (65) صفوان، محمد عضبات، فحص الطبی قبل الزواج دراسۃ شرعیہ قانونیہ تطبیقیہ، دارالافتاء طبع اول، 2011ء، ص 88
- (66) اختر امام عادل، مولانا، جنینک سائنس سے مربوط شرعی مسائل، ص 50-51
- (67) ڈی این اے اور جنینک ٹیسٹ کے شرعی مسائل، ص 16
- (68) حکم الکشف لاجبار عن الامراض الوراثیہ، مطبوعات المنظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ، س-ن، ص 971
- (69) اسلامی فقہی اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، مترجم فہیم اختر ندوی، ڈاکٹر، ایفا پیلی کیشنز، ص 457
- (70) <http://lshtmttest.da.ulcc.ac.uk/994872/2/Saffi.12.04.15-clean.docx-1.docx>
- (71) البقرة: 195
- (72) بخاری، کتاب الطب، باب الھامۃ، 7/138، ح: 5771
- (73) ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1999ء، ص 71
- (74) مسند احمد، 2/319، ح: 1682
- (75) ابو داود، نعمان، ابو حنیفہ القاضی، دعائم الاسلام، مطبع المعارف، 1479ھ، 2/192
- (76) ایضا